

ولادت حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

<?xml encoding="UTF-8?">

حضرت ابوالفضل العباس بن امیرالمومنین علی ابن ابی طالب (ع) 4 شعبان سن 26 ھ کو عثمان بن عفان کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت " ابوالفضل " ہے۔ آپ کی والدہ مکرمہ حضرت فاطمہ بنت حزام جو کہ " ام البنین " کے نام سے مشہور ہے۔ اس نامدار خاتون سے امام علی بن ابیطالب (ع) کے 4 فرزند عباس، جعفر، عثمان، اور عبداللہ تھے اور چاروں بھائی اپنے امام حضرت امام حسین (ع) کی یاری کرتے کرتے یزید بن معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں دس محرم کو کربلا میں شہید ہوئے ۔

روایت میں آیا ہے کہ ایک دن امیر المومنین (ع) نے اپنے بھائی عقیل بن ابیطالب (ع) سے فرمایا: تم عرب نسل کے عالم ہو، میرے لئے ایسی خاتون کو انتخاب کرو جس سے دلیر، طاقتور اور جنگجو فرزند پیدا ہوں ۔

عقیل نے انساب عرب اور عرب کی شایستہ اور لایق عورتوں کے بارے میں غور و فکر کرنے کے بعد اپنے بھائی امیر المومنین (ع) کو مشورہ دیا کہ حزام کلبی کی بیٹی فاطمہ ام البنین کے ساتھ شادی کرے، کیونکہ ان کے باپ دادا عربوں میں نہایت شجاع اور دلیر ہیں ۔

امیر المومنین (ع) نے بھی بھائی عقیل کے مشورہ پر ام البنین کے ساتھ شادی کی اور اس سے چار فرزند شجاع اور دلیر ہوئے ۔

حضرت عباس (ع) امیر المومنین علی (ع) اور اپنی فہیم والدہ کے آغوش میں پرورش پائی اور امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) جیسے بھائیوں کے ساتھ زندگی کے ہر نشیب و فراز میں ساتھ رہے ۔ جب امیر المومنین علی (ع) کی خلافت کا آغاز ہوا حضرت عباس (ع) دس سال کے تھے اور اسی سن میں جنگ میں شرکت کرکے فعال کردار ادا کیا۔ ایک ماهر جنگجو کے مانند جنگ کیا

امیر المومنین علی (ع) کی شہادت کے بعد کسی لمحہ بھی اپنے بھائیوں کی ہمرہی اور یاری کرنے سے غافل نہ رہے اور انکے حفاظت کار تھے ۔ حضرت عباس (ع) کی وفاداری اور فداکاری عاشور کے دن اپنے اوج کو پہنچی

کربلا میں حضرت عباس (ع) نے ایک نرالی تاویخ رقم کی ، امام حسین (ع) کے فوج کے قابلترین اور ماہرترین سپہ سالار اور علمدار تھے اور آنحضرت کو بھی آپ سے نہایت محبت تھی اور آپ کے مشورے پر عمل کرتے تھے

عاشورا کے عصر کو جب شمر بن ذی الجوشن ، نے حضرت عباس اور ان کے بھائیوں جعفر ، عثمان ، اور عبداللہ ، کے لئے امان نامہ بھیجکر چاہا کہ امام حسین (ع) کو جھوڑ کر عمر بن سعد کے ساتھ مل جائے یا دونوں کو چھوڑ کر وطن واپس چلے جائیں ۔ حضرت عباس اور انکے بھائیوں نے شمر کے اس دعوت کو ٹھکرایا اور حضرت عباس نے کہا :تیرے ہاتھ ٹوٹیں اور تیرے امان نامے پر لعنت ہو ۔ اے خدا کے دشمن کیا تم ہمیں حکم کرتے ہو کہ امام حسین (ع) کی مدد نہ کریں اور اسکے بدلے ملعون اور اسکے اولادوں کی اطاعت کریں ؟ کیا ہمیں امان ہے اور پیغمبر (ص) کے فرزند کیلئے امان نہیں

اسی طرح جب عاشور کی رات امام حسین (ع) نے اپنے تمام ساتھیوں سے کہا کہ رات کے اندھیرے کا سہارا لے

کے یہاں سے چلے جاو اور اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاو دشمن کامعاملہ صرف مجھ سے ہے اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اس وقت سب سے پہلے حضرت عباس (ع) نے اپنی جانثاری اور وفاداری کا اعلان کیا۔ عرض کی اے امام ! کس لئے آپ کو چوڑ دیں ؟ کیا آپ کے بعد زندہ رہیں ؟ خدا نہ کرے ہم آپ کو چھوڑ کر دشمنوں کے مقابلے میں آپ کو اکیلا چھوڑیں۔ ہم آپ کے ساتھ رہیں گے اور اپنی آخری سانس تک آپ کی حمایت کریں گے۔ حضرت عباس (ع) کے بعد امام حسین (ع) کے دوسرے سارے ساتھیوں نے اپنی وفاداری کا اعلان کیا۔ بحر حال ، اس عظیم انسان نے دسویں محرم کو قربانی اور فداکاری کی عظیم اور بے نظیر تاریخ وقم کی اور جب تک زندہ تھے امام حسین (ع) پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے دی اور خمیہ گاہ کی طرف دشمن ترچھی آنکھ سے بھی حضرت امام حسین (ع) کے خیموں کی طرف دیکھنے کی جرئت نہ کر سکا اور جب بچوں کیلئے پانی لینے گئے دشمن کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جب فرات سے پانی بھر کر واپس لوٹ رہے تھے دشمن نے پیچھے سے وار کرکے دائنا اور پھر بائنا بازرو قلم کیا اور چاروں طرف تیر باران کیا گیا ایک تیر آنکھ میں پیوست ہوا اور سرمبارک پر جب شدید ضرب لگا گھوڑے سے زمین پر گر اے گئے اور شمشیر، نیزے اور تیروں کی نوکوں نے حضرت کے بدن کو گھیر لیا

اس حال میں عباس بن علی (ع) نے امام حسین (ع) کو پکارا ! یا حسین (ع) مجھے پالے ! امام حسین (ع) جب اپنے بھائی کے پارہ پارہ بدن کے پاس پہنچے ، نہایت متاثر اور غمگین ہوئے ان کی جدائی پر رو رہے تھے اپنے کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اَلَا اِنْكَسَرَ ظَهْرِي وَ قَلَّتْ حِيلَتِي؛ اب میری کمر ٹوٹ گئی اور تدبیر اتمام کو پہنچ گئی۔

امام زین العابدین (ع) جو کہ کربلا میں حاضر تھے اور اپنے چاچا عباس (ع) کی بے نظیر فداکاری اور مجاہدت کو نزدیک سے دکھا تھا ، انکی فداکاری اور معنوی مقام کے بارے میں فرماتے تھے : رَحِمَ اللَّهُ الْعَبَّاسَ، فَلَقَدْ آثَرَ، وَ أُبْلِيَ، وَ فِدَىٰ أَخَاهُ بِنَفْسِهِ حَتَّىٰ قَطَعَتْ يَدَاهُ، فَاَبْدَلَهُ اللَّهُ (عَزَّ وَ جَلَّ) بِهِمَا جَنَاحَيْنِ يَطِيرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي الْجَنَّةِ، كَمَا جَعَلَ لَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع)، وَ اَنَّ لِلْعَبَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ (تَبَارَكَ وَ تَعَالَى) مَنْزِلَةً يَغْبِطُهَا بِهَا جَمِيعُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

بمعنی :خدا میرے چاچا عباس (ع) کو رحمت کرے کہ اپنے آپ کو اپنے بھائی پر فدا کیا یہاں تک کہ دونوں بازو قلم ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان دو ہاتھوں کے بدلے دو پر دیئے جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں جس طرح انکا چاچا جعفر بن ابیطالب (ع) کو دو پر عنایت ہوئے ہیں۔ بار گاہ الہی میں حضرت عباس (ع) کا ایسا مقام اور ایسی فضیلت ہے کہ ہر شہید اسکی آرزو کرتا ہے حضرت عباس (ع) 34 سال کی عمر میں شہید ہوئے اور آپ کا ایک چھوٹا فرزند تھا جن کا نام " عبید اللہ " تھا۔ ان سے آپ کی نسل با برکت آگئے چلی۔

آداب زیارت حضرت عباس علیہ السلام

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت عباس علیہ السلام کا زائر پہلے در سقیفہ کے پاس کھڑے ہو اور داخلہ حرم کی دعا پڑھ کر حرم میں وارد ہو، پھر اپنے کو قبر پر گرا دے، اور حضرت کی زیارت پڑھے، نماز و دعا کے بعد پائے اطہر کی طرف جائے اور وہاں پر اس زیارت کو پڑھے جس کی ابتداء ان الفاظ سے ہے " السلام

علیک یا ابا الفضل العباسؑ زیارت علمدار کربلا علیہ السلام کے بعد زائر دو رکعت نماز ادا کرے چونکہ روایت میں اس کی تاکید وارد ہوئی ہے۔

حرم مطہر حضرت ابا الفضل العباس علیہ السلام

بارگاہ مقدس باب الحوائج قمر بنی ہاشم سقائے سکینہ آقا ابا الفضل العباس علیہ السلام کا حرم امام حسین علیہ السلام سے تقریباً ۳۵ میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

خداوند عالم نے حرم ابا الفضل العباس کی تعمیر کیلئے ہر دور میں کچھ افراد کو منتخب کیا، لہذا ہر دور میں حرم قمر بنی ہاشم علیہ السلام کو بہتر سے بہتر تعمیر کیا گیا اسی بنا پر ہم بھی ذیل میں کچھ مثالیں تحریر کر رہے ہیں۔

۱۔ شاہ طہماسپ نے ۱۰۳۲ ق۔ میں گنبد مطہر کی نقاشی اور بیل بوٹے بنوائے، اور صندوق قبر پر ضریح مبارک رکھی، صحن و ایوان تعمیر کرائے، پہلے دروازہ کے سامنے مہمان سرا تعمیر کرایا اور ہاتھ کے بنے ہوئے قالینوں سے فرش کو مزین کیا۔

- ۱۱۵۵ ق۔ میں نادر شاہ نے حرم مطہر کے لئے گران قیمت ہدیئے ارسال کئے اور حرم کی آئینہ کاری کرائی۔

- ۱۱۵۷ ق۔ میں نادر شاہ کا وزیر جب زیارت سے مشرف ہوا تو اس نے صندوق قبر کو تبدیل کرایا اور ایوان تعمیر کرائے، روشنی کے لئے شمع آویزاں کرائیں، جس سے حرم بقعہ نور بن گیا۔

- ۱۲۱۶ ق۔ میں جب وہابیوں نے کربلائے معلیٰ کو لوٹا تو حرم حسین علیہ السلام اور حرم حضرت عباس علیہ السلام میں جو کچھ تھا اس کو بھی لے گئے، حرم کی جدید تعمیر کے لئے فتح علی شاہ نے کمر ہمت کسی، اور سونے کے ٹکڑوں سے حرم امام حسین علیہ السلام کے گنبد مبارک کو مزین کیا اور حضرت عباس علیہ السلام کے حرم کو بیل بوٹوں کی نقاشی سے آراستہ کرایا، قبلہ کی طرف ایوان بنوائے اور نہایت نفیس لکڑی سے تعویذ قبر امام حسین علیہ السلام بنوائی، اور چاندی کی ضریح نصب کی۔

- مجتہد اعظم شیخ مازندرانی کے حکم سے مرحوم حاج شکر اللہ نے اپنی ساری ثروت خرچ کر کے حضرت عباس علیہ السلام کے حرم میں طلا کاری کرائی اور سونے کی تختی پر سونے کے حرف میں مغربی ایوان پر اپنا نام "شکر اللہ" کتبہ کرایا جو آج تک موجود ہے یہ واقعہ ۱۳۰۹ ق کا ہے۔

- محمد شاہ ہندی حاکم لکھنؤ نے پہلے دروازہ کے سامنے والے ایوان طلا کو درست کرایا، اور سلطان عبدالحمید کے حکم سے اس ایوان کا رواق بہترین لکڑی کی چھت کے ساتھ بنوایا گیا۔

ایوان طلا کے مقابلہ میں چاندی کادر ہے، وہ خود حرم مطہر کے خادم مرحوم سید مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۵۵ ق۔ میں بنوایا تھا۔ روضہ اقدس میں جو جدید ضریح ہے وہ ۱۳۸۵ ق۔ میں مزین کی گئی اس نفیس اور زیبا ضریح کو اصفہان (ایران) میں پہلے بنایا گیا اور پھر اس کو اس وقت کے مرجع وقت حضرت علامہ آیۃ اللہ العظمیٰ حاج سید محسن الحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے قبر منور پر رکھ اگیا۔

مقام دست راست (دایاں بازو)۔

کربلائے معلی کی زیارتوں میں یہ وہ مبارک مقام ہے کہ جہاں روز عاشورا سقائے اہل حرم علیہ السلام کا دایاں بازو قطع کیا گیا تھا، اس کے بعد حضرت نے مشک کو بائیں بازو میں سنبھالا تاکہ کسی طرح مشک کو خیام حسینی تک پہنچا سکے ۔

مقام دست چپ (بایاں بازو)۔

حرم حضرت عباس علیہ السلام کے باب قبلہ سے چند قدم کے فاصلہ پر یہ مقام واقع ہے، اور یہی وہ مقام ہے، جہاں سقائے سکینہ کا بایاں بازو کاٹا گیا تھا، اس کے بعد علمدار حسینی نے مشک کو اپنے دانتوں میں تھام لیا اور خیموں کی طرف چلے تاکہ پانی کو خیموں تک پہنچا دے، مگر ظالموں نے تیروں کی بارش شروع کر دی جس کی وجہ سے ایک تیر مشک سکینہ علیہا السلام پر لگا اور تمام پانی بہہ گیا، اب غازی علیہ السلام کی ہمت جواب دے گئی، اس منظر کو پیام اعظمی نے اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان کیا ہے:

قسمت نے جب امیدوں کے دامن جھٹک دئے
بچوں نے اپنے ہاتھوں سے ساغر پٹک دئے